تبصرے

کتاب الاموال ابو عبید القاسم بن سلام
حصہ اول ۵۴۲ صفحات قیمت -/15
حصہ دوم ۴۰۸ صفحات قیمت -/12

ترجمہ از مولانا عبد الرحمٰن طاہر سورتی۔ تقطیع کلاں۔ کتابت و طباعت بہتر۔ پتہ: ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد۔ مغربی پاکستان

امام عبید القاسم بن سلام تیسری صدی ہجری کے اکابر علماء و محققین میں ایک نمایاں شخصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ ان کی تصانیف جو حدیث، فقہ اور لغت تینوں علوم پر مشتمل ہیں چالیس کے قریب بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں کتاب الاموال نہایت اہم اور اسی موضوع پر اپنی دو مشہور پیشرو کتابوں سے زیادہ جامع، مفصل اور مبسوط ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول آمدنیوں سے متعلق ہے جو اسلامی حکومت کو غیر مسلموں سے حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً فے، خمس، جزیہ و خراج وغیرہ۔ اس سلسلہ میں صلح و جنگ، اسلامی مملکت میں غیر مسلم رعایا کے حقوق اور ان کے فرائض و واجبات، غیر مسلم ممالک سے اسلامی مملکت کے لئے تعلقات کی قسمیں، بیرونی ممالک سے تجارتی تعلقات اور درآمد برآمد کے محصولات کا طریقہ۔ یہ تمام مسائل و مباحث بھی زیر گفتگو آ گئے ہیں، کتاب کا دوسرا حصہ ان آمدنیوں سے بحث و گفتگو کے لئے مخصوص ہے جو مسلمانوں سے وصول کی جاتی ہیں۔ ان سب قسم کی آمدنیوں کو صدقات و زکوٰۃ کے دو لفظ جامع اور محیط ہیں۔ امام ابو عبید نے کتاب کے دونوں حصوں میں ہر عنوان کے ماتحت اور ہر مسئلہ کے لئے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اس کے بعد صحابہ کرام و تابعین عظام کے آثار و روایات اور پھر ان کے عہد تک فقہاء کے جو فیصلے اور اقوال و آراء، اور خلفاء و حکام کے جو معمولات و احکام رہے ہیں ان سب کو بڑی تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ہر مقام پر اپنی ذاتی رائے مدلل طریقہ پر بیان کرتے گئے ہیں۔ غرض کہ پوری کتاب نہایت جامع، مفصل اور مبسوط ہے اور اس سے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا مالیاتی نظام اصلاً اور ان کا نظام حکومت تبعاً و ضمناً اپنے تمام پہلوؤں اور گوشوں کے ساتھ سامنے آ جاتا ہے۔ زیر تبصرہ

کتاب اس کا ہی اردو ترجمہ ہے۔ جس کی زبان عام فہم، سلیس اور شگفتہ ہے، پھر یہ فقط ترجمہ نہیں، بلکہ لائق مترجم نے جا بجا مفید حواشی بھی لکھے ہیں جن سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے آخر میں ضمیمے بھی ہیں علاوہ ازیں موصوف نے ہر حصہ کے شروع میں طویل مقدمات بھی تحریر کئے ہیں حصۂ اول کے مقدمہ میں کتاب کے مصنف امام ابوعبید کے حالات و سوانح، علمی اور عملی کارنامے اور خدمات، اور فضائل و مکارمِ اخلاق بیان کرنے کے بعد کتاب کے موضوع اور اس سے متعلقہ بعض مسائل پر بڑی عالمانہ اور فاضلانہ گفتگو کی ہے۔ دوسری جلد چونکہ صدقات اور زکوٰۃ پر ہے اس بنا پر فاضل مترجم نے حصہ دوم کے مقدمہ میں، زکوٰۃ اور صدقہ پر بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں بعض بالکل نئی بحثیں کھڑی کردی ہیں،

افسوس ہے ہم یہاں ان چیزوں پر بحث نہیں کرسکتے اس کے لئے ایک مستقل مقالہ درکار ہے، البتہ اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ ہم اس بات سے تو متفق ہیں کہ جس کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہے وہاں زکوٰۃ کی وصولیابی اور اس کے خرچ کا نظم و نسق اور بندوبست حکومت کو ہی کرنا چاہئے بشرطیکہ حکومت صحیح معنی میں اسلامی ہو اور اس کو اسلامی و دینی ضروریات کا پورا احساس اور اس کی تکمیل کا جذبہ ہو لیکن مصارفِ زکوٰۃ میں ضرورت سے زیادہ توسیع کر کے انھوں نے ملک کے دفاعی اخراجات کو بھی ان میں جو شامل کرلیا ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن کے اندازِ بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کے اصل مصارف سماجی فلاح و بہبود کے کام ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے بھی فوجی اخراجات دوسرے ذرائع آمدنی سے پورے کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم کو اس سے بھی اختلاف ہے کہ اصطلاحی معنی میں زکوٰۃ اسلامی حکومت کا ایک ٹکس ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو جو مسلمان غیر اسلامی مملکت میں رہتے ہیں کیا ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی؟ اور اگر کوئی شخص اسلامی مملکت میں رہتے ہوئے بھی پرائیوٹ طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرے تو کیا وہ فرض سے سبکدوش نہیں ہوگا؟ فاضل مترجم نے جو کچھ اس سلسلہ میں لکھا ہے اس کی تائید قرآن و حدیث کی تعلیمات اور صحابۂ کرام کے اس تعامل سے نہیں ہوتا جو حضرت عثمان کے عہد سے رہا۔ پھر موصوف نے زکوٰۃ کو متعدد جگہوں پر "صدقۂ مفروضۂ رسول اللہ" لکھا ہے، ہم اس طرزِ تعبیر سے بھی متفق نہیں ہیں۔ نماز، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ کی طرح زکوٰۃ بھی مفروضۂ الٰہی ہے نہ کہ